﴾ تثلیث پر نظر ثانی ﴿

کیونکہ ہم جسم میں چلتے تو ہیں مگر جسم کے طور پر لڑتے ہیں ۔ اسلیے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں بلکہ خدا کی طرف سے قادر ہیں کہ قلعوں کو ڈھا دیں ہم تصورات کو ڈھا دیتے ہیں ۔ بلکہ ایک بلندی کو جو خدا کی پہچان کے خلاف بلند ہوتی ہے ۔ اور ہم ہر ایک ذہن کو قید کر کے مسیح کا فرمانبردار کر دیتے ہیں اور ہم تیار ہیں کہ جب تمہاری فرمانبرداری پوری ہو تو ہم ہر طرح کی نافرمانی کا بدلہ لیں ۔

نمبر 3۔حق تصنیف 20003۔جان ڈبلیو رونز پوسٹ آفس بکس 68، یونیکوئی،
ٹینیسی 37692۔جنوری تا فروری 1983

ای میل:tjtriniyfound@aol.com
ویب سائیٹ:www.trinityfoundation.org
ٹیلی فون: 423-743-0199 فیکس: 423-743-2005

ایمان کیا ہے؟

(جان ڈبلیو رونز)

بہت عرصہ پہلے نیو۔آرتھوڈکس ماہرین الٰہیات نے غور فکر کے بعد یہ کہا تھا کہ ایمان کسی قول کے ساتھ رضامندی کی بجائے ایک الٰہی شخص کے ساتھ اتفاقیہ ملاقات ہے۔وہ واعظین جنہوں نے خود جا کر سکھایا کہ ایمان کسی مذہب پر بھروسہ نہیں بلکہ ایک شخص پر اعتماد کا نام ہے۔ مصنف کو لڑکپن کی عمر میں بتایا گیا تھا کہ کچھ لوگ خدا کی بادشاہی سے بارہ انچ دور رہ جاتے ہیں۔جو کہ دل اور دماغ کا درمیانی فاصلہ ہے۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انجیل مقدس کو ذہنی طور پر تو قبول کیا لیکن دل سے ایمان نہ لائے۔آج کے دور میں اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذر جانا آسان ہے جبکہ ایک پادری کا ملنا مشکل۔ایسا پادری جو ایمان کا محافظ ہو۔جو بھلے خود تو یقین نہ رکھے لیکن دوسروں کو یہ

سکھائے کہ نجات پانے کے لیے مسیح کے ساتھ شخصی تعلق رکھنا ناگزیر ہے۔مگر یہ شخصی تعلق کن باتوں پر مبنی ہونا چاہیے۔کیا یہ تعلق غیر واضح ہونا چاہیے یا کب واضح ہونا چاہیے؟ اس میں اختلاف ہے۔لیکن بائبل مقدس ایمان کی حفاظت کے بارے کیا سکھاتی ہے؟

نتیجہ ہے کہ غیر مسیحی غیر ضروری طور پر پریشان ہیں یا جان بوجھ کر گمراہ ہوگئے ہیں شاید دنیا ہمارے پیغام کا جواب نہیں دے رہی کیونکہ ہم نے اپنے پیغام میں وہ کچھ شامل کیا ہے جو ہمارا اپنے مفاد کا ہے۔ہم نہ وہ ہی جانتے ہیں کہ ہمیشہ کی زندگی پانے کے لیے کیا کرنا ہے۔

دل ودماغ کے بارے، ایک شخص پر اعتماد، ایک مذہب پر بھروسہ نہ کرنا، یہ تمام بیانات نہ صرف جھوٹے ہیں بلکہ یہ شرطیں قائم کرتے ہیں اُن تمام قسم کے حلقوں کے لے جو مذہبی ہیں اور جو جدت پسندی سے کیرزمیٹک مومنٹ کی طرف آنا چاہتے ہیں کوئی بھی بارہ انچ کے فاصلے سے خدا کی بادشاہی سے دور نہیں رہے گا۔ کیونکہ دل اور دماغ کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں ہے۔جیسا آدمی اپنے دل میں گمان کرتا ہے پس ویسا ہی ہوگا۔دل اور دماغ کا یہ فرق کوئی الٰہی مکاشفہ کی تعلیم نہیں۔

بلکہ یہ جدید سیکولر نفسیات کا بناوٹی بیان ہے۔تمام گرجا گھروں کا ممبر مقدس یوحنا کے نہیں بلکہ مقدس سگمنڈ کے اختیار میں ہے۔

ایک شخص پر اعتماد، یہ فقرہ بے معنی ہے جب تک اس کا مطلب یہ نہ ہو کہ میں اُن تمام اقوال پر ایمان رکھتا ہوں خدا قادرِ مطلق باپ پر جو آسمان اور زمین کا خالق اور مالک ہے اور یسوع مسیح پر جو اُسکا اکلوتا بیٹا اور ہمارا خداوند ہے وہ روح القدس کی قدرت سے پیٹ میں پڑا۔کنواری مریم سے پیدا ہوا اُس نے پنطوس پلاطوس کے عہد میں دُکھ اُٹھایا، مصلوب ہوا، مرگیا، دفن کا گیا، آسمان پر چڑھ گیا اور خدا قادرِ مطلق باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہوا ہے۔وہاں سے وہ زندوں اور مُردوں کی عدالت کے لیے آنے والا ہے۔مسیح پر ایمان کا مطلب اِن باتوں پر ایمان جو اُسکے متعلق ہیں۔ورنہ سارے کا سارا ایمان اور اُن پر بھی جو اُسکے حق میں ہیں۔نہ کہ اُس مسیح پر ایمان جو بارتھ، برونفر، ریتان یا ٹیک کے متعارف کردہ ہے۔

مسیح کے ساتھ شخصی تعلق اس کا مطلب یسوع کے بارے کہی گئی مسیحی باتوں پر ایمان لانا ہے اور اگر اس سے مُراد کچھ اور بھی ہے تو وہ کچھ اور کا ہے؟ اپنے اندرون کو گرم محسوس کریں؟ کافی کا اثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ شخصی تعلق سے مُراد ہرگز یہ نہیں جب ہم کہتے ہیں کہ میں اُسے شخصی طور پر جانتا ہوں۔ شاید ہم نے اُس کے ساتھ ہاتھ ملایا ہو یا اُس کے گھر گئے ہوں اووہ ہمارے گھر آیا ہو۔ یا ہم نے اکٹھے کھانا کھایا ہو۔ یوحنا نے بھی مسیح کے ساتھ شخصی تعلق اسی فہم میں رکھا اور باقی تمام رسولوں نے بھی یہاں تک کہ یہودہ اسکریوتی نے بھی ۔لیکن لاکھوں مسیحیوں نے ایسا تجربہ نہیں کیا اور پھر بھی یسوع اُنکو مبارک کہتا ہے ۔انہوں نے اُسکو دیکھا نہیں اور پھر بھی ایمان نے آئے ۔باقی رسولوں اور یہودہ اسکریوتی میں یہ فرق نہیں کہ اپنوں نے مسیح کے ساتھ شخصی تعلق رکھا اور اُس نے نہیں رکھا۔۔۔۔

بلکہ فرق یہ ہے کہ انہوں نے یسوع کے متعلق ان سچی باتوں پر ایمان لانے میں ہیں۔ ایمان سُننے سے پیدا ہوتا ہے اوسُنا خدا کے کلام سے ہے۔

ساری جدید سوچ جو درحقیقت نافہمی کی سوچ ہے یونیورسٹی کی کرسی سے شروع ہو کر مے خانے کی کُرسی تک جاتی ہے وہی گرجا گھر کے ممبر کو بھی اپنے اختیار میں کیے ہوئے ۔یہ یہی نیک نافہمی ہے جو معلومات کی بجا لڑائی پر اور سمجھ کی بجائے جذبات پر اور شخصی تعلقات کی بجائے علم پر زور دیتی ہے ۔لیکن مقدس پولوس رسول تحریر کرتا ہے ۔کہ مسیحیوں کے پاس یسوع جیسا ذہن ہے۔ ہمارے یسوع کے ساتھ تعلقات فہم سے بھرپور ہیں۔ اور جب تک یسوع کا ذہن ہمارے پاس ہے اور ہم اُسکے ہیں اس سے زیادہ گہرا رشتہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے پاک کلام مسیح اور مسیحی کے رشتے کو شوہر اور بیوی کی مثال سے جامع انداز میں یہ پادری کے عہدے کی ذہنی شناخت ہے، سچائی کا عہدہ جو عصرِ حاضر کی الٰہیات سے مُبرا ہے۔ پچاس سال پہلے ان صدیوں میں سے ایک کے عظیم ماہرِ الٰہیات اور مُصنف جے گریشم مچن نے ایک کتاب تحریر کی جس کا عنوان اُس نے (ایمان کیا ہے؟) رکھا۔ اُس نے یہ الفاظ آج بھی اُتنی اہمیت کے حامل ہیں جتنے اُس دور میں تھے۔

نافہمی کے اس رجحان کو آج کے دور میں اتنا حقیر نہیں سمجھا جاتا کیونکہ اس کی جڑیں جدید دور کی فلسفیانہ ترقی میں ہیں۔ جدید فلسفہ اگرچہ اس کا زور ہے لیکن موجودہ دعر میں جب اسے پلاطوس کے سخت سوال کا جواب دینا پڑے گا تو اسے ذلت کا سامنا کرنا ہوگا۔ کہ (سچائی کیا ہے؟) آج کے ذہین انسان پر یہ حملہ ذہنی قوت سے ہی کیا گیا ہے۔ اور آخر کار اس کے نتائج الٰہیاتی طور پر ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ آج کے دور میں کی نشان زدہ خصوصیات تو بُری طرح متاثر ہوں گی۔ صرف وہی محفوظ رہ پائیں گے جو شاید خالصتاً مادی اشیا کے زمرے میں آتے ہیں۔ یہ اس قدر پھنس گئی ہے کہ اگر اس نے انسانوں کی عملی زندگی میں جگہ کی پائی تو پھر کہیں بھی نہیں ملے گی۔

اوپر ذہنی نافہمی کے خلاف بہت کچھ کہا گیا ہے۔ اس چھوٹی سی کتاب کا بڑا مقصد اس ذہنی رُتبے کا دفاع کرنا ہے۔ اور خاص طور پر اس جھوٹے اور تباہ کن حالت کو توڑنا ہے جو ایمان اور علم کے درمیان حائل ہے۔

یہ بھی اس چھوٹی تصنیف کا عظیم مقصد ہے (ایمان اور ایمان کا دفاع یہ صفحات بھی بحث کرتے ہیں کہ یہ بات منطقی ہے ہر اُس پر ایمان لانا جو خدا کہتا ہے۔ اور خدا پر ایمان نہ لانا غیر منطقی ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی دلیل نہیں ہے۔

کتاب پر نظرِ ثانی:

ابتدائی کلیسیا کی مختصر تاریخ:

کرسچن ریفارمڈ چرچ نائجیریا کے فارغ مشنری نے کام کرنا شروع کر دیا۔ ڈاکٹر ہیری آر بور نے قدیم ابتدائی کلیسیا کی تاریخ کے چند اہم واقعات کو مختصراً ایک قابل فہم کتاب میں لکھا ہے۔ اس کتاب کو افریقہ کے الٰہیات کے طالب علموں کی اصلاح کے لیے استعمال کیا گیا۔ لیکن اس کتاب کو ان پڑھ لوگوں تک پہنچانے کے لی وسیع پیانے پر کام کرنا ہے۔ امریکہ کے بالغ سنڈے سکول بچوں کو اور چائنہ کے بی۔ اے طالب علموں کو کلیسیائی تاریخ سکھاتے ہوئے۔ میں نے اس کتاب کا بڑی گہری دلچسپی سے مطالعہ کیا۔ خاص طور پر جب سے میں بنیادی چائنیز ترجمہ پڑھ رہا ہوں۔

بور کی زبان پیچیدہ مگر واضح اور جامع ہے اور اُسکا انداز تحریر علم کا ظہور ہے جیسے وہ ہر قسم کی تاریخی دستاویزات سے خوب واقف ہو۔۔۔۔

ان پہلوؤں کی روشنی میں انگریزی مخشرح قدرے پُرکشش کتاب ہے۔مسیحیوں کی پہلی چھ صدیوں میں ہونے والی بڑی بحث وتکرار کے واعظین اور واقعہ نگاری میں کوئی تسلسل اور بہاؤ نہیں ہے۔تاری بمشکل چیدہ چیدہ واقعات کے مطالعہ سے بہاؤ بنا سکتا اور سمجھ سکتا ہے۔تاہم چند ایسے نکات بھی ہیں جس دستاویزات کی تحریر میں جذبات کے کام کو روکتے ہیں۔خاص طور پر غیر رسمی اور غیر مروجہ لوگوں کی گفتگو کو جو کہ ایک مدد کے طور پر ہے۔

سب سے پہلے یہودیوں اور مسیحیوں کے باہمی ڈائیلاگ (الہیاتی اور بشارتی) بور نے مسیحیت کے یہودی پس منظر کو اپنے سیشن میں بیان کیا لیکن یہ بالکل ناکافی تھا اور جو خیالات اُس نے دیئے وہ کب کے اپنا اثر کھو چکے تھے۔

اُس نے ان بے تاثیر خیالات سے ہارنیکس کے دور کا سماں باندھ دیا۔یہودیت کے مسیحیت پر اثار اور گرجا گھروں اور عبادت خانے میں حقیقی فرق کیا ہے۔

مثال کے طور پر بُور کہتا ہے 6۔کہ فریسی (یہودی مملکت کی تباہی کے بعد منظر سے غائب ہو گئے) دراصل فریسیوں نے ربینک یہودیت کی بنیاد رکھی جو ڈیاسپور کی صدیوں کے دوران یہودی وجود کا باعث بنی۔فریسی منظر سے اس فہم میں غائب ہوئے کہ ہیکل کی دوبارہ تباہی کے بعد صدوقیوں کا قبیلہ نہیں تھا کہ اُنکو رہنمائی مل سکے۔وہ رہتے گئے۔تاہم جہاں کہیں تالمود کی روایت نے پاؤں جمائے وہ رہے۔یہ اہم ہے بہت سے سنجیدہ اور نیک سیرت مسیحیوں کے لیے کہ یسوع فریسیوں کے خلاف تھا اور یہ ضروری نہں کہ وہ سب یہودیوں کے خلاف ہو۔زیادہ تر جدید یہودی یہی سوچتے ہیں۔فریسی اُنکی تاریخ تھے اُنکے روحانی اور جسمانی آباؤ اجداد کرنے کے لیے ہے کہ ڈاکٹر بور کاش ہمیں اپنے ہمسایہ یہودیوں کو سمجھنے اور گواہی دینے کے لیے تھوڑی عملی مدد دیتے۔

اسی طرح جب مسیحیت کے بحرانوں کا فریسی ازم کے ساتھ موازنہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ روحانی مزاج رکھنا زیادہ بہتر ہے اس کے کہ آپ شریعت کے قوانین کو مانتے رہیں ۔ اور یہ مسیحی تاریخ کا خوبصورت پہلو ہے ۔ ربیوں کی تعلیم کا ایک حصہ بطور ادب ہمارے پاس موجود ہے جس میں ربیوں نے یہودیت میں اندرونی نیکی حلیمی ، سخاوت اور محنت پر زور دیا ہے جو کہ نئے عہد کی اقدار ہیں ۔ پھر یہودیت اور مسیحیت میں کیا فرق ہے؟

اگر ہم اس وقت یسوع کے مسیحا ہونے پر بات نہ بھی کریں تو ہم ایک ایسے نقطہ سے شروع کر سکتے ہیں جو دونوں کے لیے سمجھنے میں آسان ہو کہ یسوع نے ہمیشہ اُس شریعت کی مخالفت کی ہے جو فقیہوں اور فریسیوں نے انسانوں کی بنائی ہوئی روایات پر تشکیل دی ۔ مقدس پولوس رسول کی تعلیمات کی روشنی میں :کلسیوں 16"2 نہ صرف یہودیوں بلکہ مسیحیوں کی رہنمائی اور نیک نیتی کے لیے بہت کچھ کہا گیا ہے کہ جسے تم نے پاکیزگی ٹھہرایا وہ خدا کے نزدیک ٹھہرائی گئی پاکیزگی سے مختلف ہے ۔ مسیحیوں کے نزدیک نیک اور پاکیزہ شخص وہ ہے سگریٹ نہ پیئے ، شراب نوشی نہ کرے ، فلمیں نہ دیکھے ، ہفتے میں تین بار سینما ہال نہ جائے ، جو انصاف ، رحم اور شفقت جیسی نیکیوں میں غفلت نہ کرے ، شاید ہم فریسی ازم اور خاص قسم کی بشارتی روایات دونوں کا جائزہ لے کر کوئی مشترکہ اور تیسرا راستہ نکال لیں جو دونوں کے لیے متفقہ ہو اور دونوں اس بات پر آجائیں ک گنہگار انسان کی جو تعریف یسوع نے کی ہے وہی ان کے نزدیک بھی قابل تسلیم ہے ۔

بور دوبارہ دیکھتا ہے کہ وہ یہودی لوگ جو دیاسپور میں رہتے ہیں وہ فلسطین میں رہنے والے یہودیوں سے زیادہ وسیع النظر اور وسیع القلب ہیں ۔ وہ انجیل مقدس کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں اور بطور پیشرو اپنا مثبت کردار ادا کرتے ہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دیاسپور ہی وہ پہلی جگہ تھی جہاں سے خدائی کام یعنی مسیحیت کا پھیلاؤ شروع ہوا اور یوں دیاسپور کو وسیع النظر کہنا بے جا نہ ہوگا ۔ اس لیے اب کسی یہودی سے ڈائیلاگ یا گفتگو کرنے کے لیے دیاسپور زیادہ بہتر ہوگا ۔

اور اس حصہ کو زیادہ لبرل سوسائٹی میں شمار کیا جائے ۔ کیونکہ یہ چین اور دوسرے بکھرے ہوئے لوگوں کے لیے زیادہ مفید ہوگا ۔ یہ دئیاسپور کے لوگوں کی فطرت میں ہے کہ وہ انکو انائیں گے یا پھر مر جائیں گے ۔ اور یہی لبرل دئیاسپور کی داستان ہے ۔ فلسطین نے مذہبی غیر شامند لوگوں کو یہ بات ناکام بنا دے گی کہ جن روایات پر وہ کاربند ہیں وہ فلسطین میں نہیں بلکہ بابل میں پروان چڑھیں ۔ تارسس کا ساؤل بھی اپنی تبدیلی سے پہلے کوئی کم غیرت مند نہیں تھا ۔ اُس نے بھی دئیاسپور سے ہی آواز سُنی اور مسیح کا پیرو بنا ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو وعدے کی سرزمین کے فرزند کہلواتے ہیں ۔ اور ربیوں کے ادب میں پائی جانے والی روایات کو شریعت کا حصہ مانتے ہیں ۔ لیکن یہ صرف فلسطینی سوچ ہے ۔

یہودیت سے بات چیت کرتے ہوئے بور کا کام اور کاوش اگر چہ بہت مختصر ہے لیکن یہ دستانی کوششیں یہودیوں کی نسبت مسیحیوں کے لیے زیادہ مفید ہے کہ وہ کس طرح اپنے آپکو پاکیزہ بنا کر یہودیوں کا سامنا کر سکتے ہیں ۔۔۔۔۔۔

یہودیت اور چرچ کے درمیان خدا کی تخلیق اور بڑھوتری قدیم رومی وقت سے ہے اور اگر مناسب ٹیلی سکوپ سے اس شگاف کے پار تک دیکھا جائے تو یہ چرچ کی تنگ نظری کے سبب ہوا ۔ لیکن بور کوئی بھی ایسا حل نہیں بتاتا جو صورتحال کی بہتری کے لیے کارآمد ہو سکے یہ مملکت کے ساتھ وفاداری اور تابعداری کا پہلو ہے کہ قدیم دور میں پیدا ہونے والی بہت سی بدعتیں ایسٹرن میڈی ٹیرین ورلڈ میں کہیں ختم ہو گئیں ۔ لیکن جو بھی تثلیث کی تعلیم کے مطابق لوگوں کی ہدایت کریگا تو گواہی دے پائے گا ۔ کہ موڈالزم، ایرینی ازم، اڈوپشن ازم، نیسٹورن ازم اور مونوفیزیزم آج بھی زندہ اور متحرک ہیں اور بشارتی سرگرمیوں میں اس کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ لیکن یہ کوئی ترتیب شدہ نظام کے تحت نہیں ہیں ۔ لیکن ان تمام بدعتوں کے باوجود ڈاکٹر بور بہت شفاف اور مناسب انداز میں کہتا ہے کہ کیوں آرتھوڈکس چرچ ان قدیم بدعتوں کو اپنے اوپر طاری کیے ہوئے ہے ۔ اور کیوں ان میں سے چند باتیں ٹھوکر کا باعث بنی ہوئی ہیں ۔ یہ گرانقدر کام ہوگا اگر ایرینی ازم اور موڈالزم کی مشترکہ سوچ تثلیث میں ایک ہستی کو پہچان لیں بجائے بازنطینی کے شہنشاہ کی

طرح ایذارسائیاں شروع کریں اور اس سے اسلامی دُنیا فائدہ اُٹھائے۔

تثلیث کے بھید کو آسانی سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ یونیورسٹی کے طالب علم بھی اسے یونانی تصورِ خدا کا حصہ سمجھتے ہیں یعنی ایک سے زیادہ خدا کے وجود کا تصور اور یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ تاہم تثلیث کے متعلق پوچھے جانے والا سوال عام ہے۔ یہ ایک الٰہیاتی سوال ہے۔ جہاں بھی انجیل کی خوشخبری سنائی جائے گی یہ سوال پوچھا جائے گا۔ یہ اُن چیزوں سے بھی پوچھا جائے گا جو آپکو غیر الٰہیاتی کہتے ہیں اور اُسکا جواب دینے کے لیے چند ایسے نکات ملتے ہیں جو تاریخ کلیسیا کی کلاس کے دوران زیرِ گفتگو لائے گا۔ ایرینی، یسیی ایرینی، نیٹوریز، مونو فیسائیٹ اور مونوتھیلائٹ میں خامیوں کو دیکھتے ہوئے کہ وہ کیوں ٹھوکر کا باعث بنے لوگوں نے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اپنا اپنا تصورِ خدا پیش کیا اور اقس ثالوثِ واحد خدا اپنے جاہل میں ہر ایک ذہن میں سما گیا۔ آج ہر دن پیدا ہونے والا نیا طبقہ جیسے مورمنس، یہواہ وٹنس، پینٹاکاسٹل اور جینر زاونلی وغیرہ بتاتے ہیں۔ کہ عام شخص بھی تثلیث کے بھید سے لاعلم اور بے بہرہ نظر آتا ہے اور اسے پادری یا پاسٹر سے مناسب رہنمائی ملنی چاہیے۔ نئے پیدا ہونے والے طبقات جو بظاہر اصل حقائق کی تاریخ بتاتے ہیں کہ مسیحیت کب شروع ہوئی اب یہ اُنکا بھی مطالبہ ہے کہ تاریخ کلیسیا کے طالب علم مناسب اور صحیح طور پر بتائیں کہ آرتھوڈکس ایمان کی سچائی کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔

آخر کار بور کی کتاب جس کا انحصار ہارناک کی عہد جدید کی روشنی میں تحریر کی جانے والی کلیسیائی تاریخ پر ہے۔ وہ یروشلیم کی تباہی پر، آباؤ اجداد کی مسیحی تعلیم، پولوس اور غیر اقوام کا مسیحیت پر ایمان، دوسری صدی میں لوقا کی تعلیم کے مطابق از سرِ نو تعمیر پر تو پختہ یقین رکھتا ہے لیکن وہ اس بات کو تسلیم کرنے سے عاری ہے کہ پولوس رسول اور یروشلیم کی کلیسیا کے تعلقات بے اعتقادی پر تھے۔ اگر وہ ایک دوسرے کے خلاف نہیں تھے تو وہ ایک دوسرے پر اعتماد بھی نہیں کرتے تھے۔ ایک بہترین سکالر ہوتے ہوئے بور نے اپنی خدمت جاری رکھی لیکن اُسے زیادہ انحصار جے گریشم میچن کے نظریہ پولوس مذہب کا آغاز پر کیا۔ یہودیوں کے ساتھ پولوس رسول کی محنت پر

یروشیلم میں خدمت سرانجام دینے والے رسولوں نے عہد کیا تھا۔ اسی لیے پولوس یہودیوں کا سامنا کرتا رہا۔ اعمال کی کتاب پندرھویں باب اور کلیسیوں کے نام خط میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔

یہ ایک آزمائش ہے۔ تصوراتی آزمائش، کہ کوئی کس طرح لبرل انداز میں سوچتا ہے اور یہ سب جو لکھا گیا ہے یہ بور کے لیے غیر طمینانی کا باعث ہے کہ کہیں یہ ریفارمڈ چرچ کے لیے بربادی کا سبب نہ بن جائے کیونکہ تاریخ میں یروشیلم کی کلیسیا ایک تنگ نظری، مرکزیت پسند، مناسب مشنری نظام کے فروغ میں نا اہل اور نئے الہیاتی تصورات میں ناکام رہی ہے۔ جہاں روح القدس واقعی کام کرتا ہے۔ اس مسئلے میں یہ ممکن ہے کہ بور پہلی صدی فلسطینی کلیسیا کی بات نہیں کرتا بلکہ انیسویں صدی میں میچی گن اور لووا میں فرانسیسی امریکن کلیسائی نمائندوں کی بات کرتا ہے یا پھر کم از کم اُنکا اشارہ دیتا ہے۔

ظاہر ہے کہ پاک الہیاتی روایات انسان کو اتنا بھی پاک نہیں بناتی جتنا اوپر اس پر تنقید کی گئی ہے۔ اگر ریفامڈ سوسائٹی بور کی کتاب کی روشنی میں اپنی غلطیوں کی اصلاح نہیں کرتی تو پھر یہ اچھی خدمت نہیں کر پائے گی۔ لیکن واپس قدیم تاریخ پر نظر دوڑاتے ہوے بور کہتا ہیکہ یروشیلم کی تنگ نظر کلیسیا ناکام ہوگئی۔

اس سوال کا جواب ہم اُسی وقت اعتماد کے ساتھ دے پائیں گے۔ اگر ہم قدیم لبرل نظریات کو قبول کرینگے کہ فلسطینی مسیحی لوگ نیکسی نہ کسی طرح سے پولوس رسول کی قائم کردہ کلیساؤں کو متحرک کیا۔۔۔۔۔

لیکن عہد جدید کا یہ مطالبہ ہے کہ ہم پطرس اور پولوس کو بطور رقیب دیکھیں؟ یروشیلم کے نگہبان یا چوپان کی حیثیت سے یہ بیان منفی ہوگا۔ شاید یروشیلم کی کلیسیا کے پس منظر کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ، پولوس، پطرس کا ہم خدمت تھا۔ نہ کے اُس کا رقیب، اگر ایسا ہے تو یروشیلم کی قدیم کلیسیا اقوام کو اسرائیل کے واحد خدا کے نور میں لانے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔

اتفاقاً بہت سے الہیاتی سوال جنم لے لیتے ہیں۔ یہ کہنے سے پہلے کہ بائبل میں خدا کو دیدنی کائنات اور ہر چیز کا خالق کہا گیا ہے۔ بور

کہتا ہے کہ بائبل نے یونانی فلسفے کے خلاف یہ کہا ہے کہ خدا نے دُنیا کو بغیر مادے کے پیدا کیا ہے ۔(12) شاید یہ قلم کے ساتھ لکھی گئی تحریر ہے۔شاید یہ جدید سائنس کا تسکین شدہ اعتقاد ہے ۔جسے وہ ابدیت سے جوڑتے ہیں ۔

وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یوحنا نے بغیر گناہ کے زندگی کو ممکن قرار دیا ہے (39) لیکن ایوحنا 8"1 اس سے اختلاف کرتا ہے شاید یہ جلد بازی میں تحریر کر دیا گیا ہے ۔شاید اس لیے کہ کوئی یہ دعویٰ نہ کر سکے کہ بائبل لاتبدیل کتاب ہے ۔یا شاید یہ کتاب میں تھوڑ اپریشانی کا اظہار کرنے کے لیے کہا گیا ہے ۔شاید ڈاکٹر بور کے نزدیک جو انھوں نے ریفارمڈ نامی رسالے میں لکھا ہے ۔کہ یہ اس لیے ہو سکتا ہے کہ گنہگاروں اور باغیوں کو خدا کا ڈر رہے اور وہ اپنی درخواست اُسکے حضور کر سکیں ۔وہ پولوس کی طرح یروشلیم کے خلاف ہے اور بتاتا ہے کہ پنتیکوست اور کلیسیائی عہدے داروں کو مخصوص کرنے کا وقت ختم ہو چکا ہے (پریسبٹرین چرچ کے لیے یہ کیا شہرت یافتہ بنانے کے لیے دوسروں کے خلاف لکھ دیا گیا ہے ۔لیکن اس کے ساتھ ہی کئی بھی یہ سوال کر سکتا ہے کہ مسیحیت کبھی بھی اتنی آزاد اور قیادت کے بغیر نہیں رہی ۔

ایک پڑھا لکھا پاسٹر (الہیاتی لحاظ سے) اس کتاب کو بالغ اشخاص اور بچوں کو نکتہ چینی یا تنقید کرنا سکھانے کے لیے بطور مدد استعمال کیا جا سکتا ہے ۔لیکن بچوں کو یہ بتایا جائے کہ تنقید کیا اور کہاں پر کرنی ہے ۔بور کی کلیسائی تاریخ بنانے کا قدم قابل قدر ہے کیونکہ وہ یہ تاریخ عصرِ حاضر کے مومنین کے لیے تحریر کرنا چاہتے ہیں ہمیں اُنکی اس سعی کو سمجھنا چاہیے جس میں وہ ابتدائی مسیحیوں اور اس دور کے ایمانداروں کے درمیان حائل خلیج کو پُر کرنا چاہتے ہیں ۔ابھی تک یہ کام جو اس خلیج کو پُر کر دے گا۔اس کے لیے وقت درکار ہے ۔تا کہ لوگوں کا یہ تعلیمی خلا پُر کیا جا سکے (پیٹر ہرڈ)

خبروں میں مذہب:

سٹوکٹن ، کالف ۔۔۔ایک پادری نے اُس ڈیکن کو قتل کر دیا اور تنقیدی لحاظ سے زخمی کر دیا ۔جس نے پادری کے لیکچر کو پسند نہ کیا ۔

پولیس نے کل یہ بتایا۔ اوسکر میک لیٹر، 54 نے سنڈے کے لیکچر کو ٹاپ کیا اور ریورنڈ مرفی پاکل کے لیے لکھ اور کہا کہ اسے رہا کر دیا جائے۔ پولیس رجسٹرار نے بتایا۔ سنڈے کی عادت کے بعد پاسکل جو نیو ٹیسٹامنٹ پینٹیکٹ چرچ کا پاسٹر تھا۔ اُسے 25 کیلیبر کا پسٹل نکالا اور اُسے ابدی نیند سُلا دیا۔ اُس نے اُسے چار مرتبہ مارا۔ گلوکار نے کہا۔

میک لیسٹر زخمی حالت میں کل سینٹ جوزف ہسپتال لایا گیا۔ پاسکل کو قتل کرنے کے جرم میں سین جواکین کونٹی جیل میں ڈال دیا گیا۔ تا کہ تشویش کی جا سکے۔ پولیس نے یہ نہیں پوچھا کہ کیوں اُسے میک لیسٹر کے لیکچر پر اعتراض تھا۔ پولیس نے بتایا کہ کل کسی نے مٹی کے تیل سے بھری بوتل کسی نے پاسٹر کے گھر پھینکی اور گھر میں آگ لگنے سے پاسٹر شدید زخمی ہو گیا۔ تقریباً 600 ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔ (دی واشنگٹن ٹائمز)